معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی محمد احتشام قادری

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: قانون توہینِ رسالت کا غیر مسلموں پر نفاذ

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۲۱

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

00971559421541:

00923458090612 :

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء

قانون توہینِ رسالت کا غیر مسلموں پر نفاذ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

شانِ رسالت میں ادنیٰ گستاخی بھی عذابِ جہنم کا باعث ہے

حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ کے حبیب اور اُس کے خلیفۂ اعظم ہیں، ان سے محبت وعقیدت مدارِ ایمان ہے، اُن کی تعظیم وتوقیر رُکنِ ایمان اور ایمان کی جان ہے۔ جبکہ اُن کی شان میں ادنیٰ گستاخی وبے ادبی بھی اِیمان کی بربادی، اور عذابِ جہنم کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا﴾[1] "یقیناً جو اِیذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے اُن کے لیے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے!"۔

حکیم الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ (ت ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) اس آیتِ

(۱) پ ۲۲، الأحزاب: ۵۷.

مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ کو اِیذاء دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے، یا کسی قسم کا طعن کرے، یا آپ کے ذکرِ خیر کو روکے، آپ کو عیب لگائے۔ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں"[1]۔

رسول اللہ ﷺ کی اہانت، تنقیص اور اِستہزاء، کفر و اِرتداد ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾[2] "تم فرماؤ! کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے (یعنی توہین کرتے) ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر!"۔

صدر الافاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالی (ت ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) فرماتے ہیں کہ "اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسولِ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے (چاہے) جس طرح بھی ہو، اس میں عذر قبول نہیں"[3]۔

گستاخِ رسول ذِمّی کافر بھی واجب القتل ہے

مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی شانِ اقدس میں نازیبا کلمات کہنے اور طعن کرنے والے کا بطور سزا قتل، متعدّد ائمۂ مفسّرین کے نزدیک واجب ہے، چاہے وہ ذِمّی کافر (غیر مسلم اقلیت کا کوئی فرد) ہی کیوں نہ ہو؛ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴾[4] "اور اگر (ذِمّی کافر) عہد کر کے اپنی

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۲۲، الاحزاب، زیرِ آیت: ۵۷، ص۶۸۰، ۶۸۱۔

(۲) پ ۱۰، التوبة: ٦٥، ٦٦.

(۳) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱۰، التوبہ، زیرِ آیت: ٦٦، ص۳۶۴۔

(٤) پ ۱۰، التوبة: ۱۲.

قسمیں توڑ دیں، اور تمہارے دِین پر طعن واعتراض کریں، تو کفر کے سَرغنوں سے لڑو، بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں، اس اُمید پر کہ شاید وہ باز آئیں!"۔

چَوتھی صدی ہجری سے تعلق رکھنے والے مشہور مفسّرِ قرآن، امام ابو بکر جَصّاص حنفی رحمۃ اللہ تعالٰی (ت ۳۷۰ھ/۹۸۰ء) اپنی تفسیر "أحكام القرآن" میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "بے شک ذِمّیوں کے لیے ممنوع ہے کہ وہ مسلمانوں کے دِین میں طعن کریں، اور یہی بات فقہاء کے اس قول کی دلیل ہے کہ جس ذِمّی (کافر) نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، اُس (کی جان ومال کی حفاظت) کا عہد (ذِمّہ) ختم ہو گیا، اور وہ واجب القتل ہے"[1]۔

ساتویں صدی ہجری کے مشہور مفسّرِ قرآن، امام ابو عبد اللہ قُرطبی رحمۃ اللہ تعالٰی (ت ۶۷۱ھ/۱۲۷۳ء) فرماتے ہیں کہ "اس آیت مبارکہ سے بعض علماء نے ہر اُس شخص کے قتل کے وُجوب پر استدلال کیا ہے، جو دینِ اسلام (مثلاً رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شانِ اقدس) میں طعن کرے، چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو"[2]۔

توہینِ رسالت کی سزا احادیثِ مبارکہ کی رَوشنی میں

گستاخِ رسول کو بلا امتیازِ مذہب بطَور سزا قتل کرنے، اور اس کے خون کو حلال ورائیگاں قرار دینے کا فیصلہ، خود رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے جاری ہوا، اس بارے میں چند احادیثِ مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ابو رافع نامی شخص یہودیوں کا سردار، اور عرب کے مالدار لوگوں میں سے تھا، یہ بدبخت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہجو کر کے (یعنی توہینِ رسالت پر مبنی

---

(۱) "أحكام القرآن" پ۱۰، سورة براءة، تحت الآية: ۱۲، ٤/ ۲۷۵.

(۲) "تفسير القُرطبي" پ۱۰، تفسير سورة التوبة، تحت الآية: ۱۲، الجزء۸، صـ۷۷.

اَشعار پڑھ کر) حضور نبئ کریم ﷺ کو تکلیف پہنچاتا تھا، حضور نے بنفسِ نفیس اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا، اور بعض لوگوں کو اس کام پر مامور کیا، جیسا کہ حضرت سیّدنا بَراء بن عازِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ «بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ اليَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الأَنصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ الله بْنَ عَتِيكٍ. وَكَانَ أبو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ الله ﷺ وَيُعِينُ عَلَيْهِ!»[1] "رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی کی طرف (اسے قتل کرنے کے لیے) انصار کے بعض لوگوں کو بھیجا، اور ان پر حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرّر کیا (؛کیونکہ) ابو رافع یہودی (اپنے توہین آمیز کلام سے) تاجدارِ رسالت ﷺ کو اِیذاء دیتا، اور حضور کے مخالفین کی مدد کرتا تھا!"۔

حضرت علّامہ بدر الدین عینی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنی رائے، مال اور ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کرے، یہ حدیثِ مبارکہ اس کے قتل کے جواز پر دلیل ہے، ابو رافع یہودی رسول اللہ ﷺ کا (بوجہِ توہینِ رسالت) دشمن تھا، اور لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُبھارتا تھا"[2]۔

(۲) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ مشرکین میں سے ایک شخص نے سرورِ کائنات ﷺ کی شان میں سَبّ وشتم (گالی گلوچ) کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَن يَكْفِينِي عَدُوِّي؟!» "میری طرف سے میرے دشمن کی خبر کون لے گا؟" حضرت زُبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ میں حاضر ہوں! (اجازت ملنے پر) حضرت زُبیر بن عوّام نے اس گستاخِ رسول سے جنگ

---

(۱) انظر: "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب قتل أبي رافع عبد الله ...إلخ، ر: ۴۰۳۹، صـ۱۰۰۸.

(۲) "عمدة القاري" كتاب الجهاد والسِير، باب قتل النائم المشرك، تحت ر: ۳۰۲۲، ۱۰/ ۳۴۵.

کرکے اُسے قتل کردیا، تو رسولِ اکرم ﷺ نے اس شخص کا سارا مال واَسباب زُبیر بن عوّام کے حوالے فرمادیا"[1]۔

(۳) حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ ایک نابینا شخص کی لَونڈی حضور نبئ کریم ﷺ کو سبّ وشتم (گالی گلوچ) کرتی تھیں، منع کرنے کے باوُجود وہ باز نہ آتی، ایک رات وہ نبئ کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے لگی، تو اُس نابینا شخص نے ایک بَرچھے (Spear) کے ذریعے اُسے قتل کرڈالا، اگلی صبح بارگاہِ رسالت میں جب اس بات کا ذکر کیا گیا، اور لوگ اکٹھے ہوگئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَنْشُدُ الله رَجُلاً فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ» "میں اُس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے میری خاطر یہ کام کیا ہے، اور میرا اُس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے" وہ نابینا شخص کھڑا ہوا اور انتہائی پریشانی کے عالَم میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا حاضرِ خدمت ہوکر، رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسولَ اللہ! اُس (لَونڈی) کا قاتل میں ہوں، وہ حضور کو بُرا بھلا کہتی تھی، اور میرے منع کرنے کے باوُجود باز نہ آتی تھی، اس کے بطن (پیٹ) سے میرے موتیوں جیسے دو ۲ بچے ہیں، اور وہ میری رفیقۂ حیات بھی تھی، گزشتہ رات جب وہ آپ کی بدگوئی (توہینِ رسالت) کرنے لگی، تو میں نے بَرچھا لیا، اور اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبایا، یہاں تک کہ وہ مَر گئی، اس پر نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ»[2] "خبردار گواہ ہوجاؤ! اس لَونڈی کا خون رائیگاں (بے بدلہ) ہے!"۔

---

(۱) انظر: "مصنَّف عبد الرزّاق" كتاب الجهاد، باب السلَب والمُبارَزة، ر: ۹٤۷۷، ٥/ ۲۳۷.

(۲) انظر: "سنن أبي داود" أوّل كتاب الحُدود، باب الحكم فيمن سبَّ رسولَ الله، ر: ٤۳٦۱، ٥/ ۸٤، ۸٥.

(۴) کعب بن اشرف ایک جاگیر دار اور متعصب یہودی تھا، حضور نبئ کریم ﷺ کی ہجو (اشعار کی صورت میں توہینِ رسالت) کرتا تھا، حضور نے بنفسِ نفیس اس گستاخ کو واصلِ جہنم کرنے کا حکم صادر فرمایا، جیسا کہ حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ» "کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی ہے" اس پر حضرت محمد بن مَسْلَمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ ﷺ! کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ میں اُسے قتل کر دُوں؟ حضور نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «نَعَمْ!»[1] "ہاں"۔

بعد ازاں موقع پا کر حضرت محمد بن مَسْلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کعب بن اشرف (گستاخِ رسول) کو قابو کر لیا، اور اُسے قتل کر دیا[2]۔

(۵) حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَمَهَا»[3] "ایک یہودی عورت نبئ کریم ﷺ کو سبّ وشتم (گالیاں دیا) کرتی تھی، اور حضور کے بارے میں نازیبا کلمات کہتی تھی، لہذا کسی نے اُس یہودی عورت کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں (بے بدلہ) قرار دیا!"۔

---

(١) انظر: "صحيح البخاري" كتاب المغازي، باب قتل كعب بن الأشرف، ر: ٤٠٣٧، صـ١٠٠٧.

(٢) المرجع نفسه، صـ١٠٠٨.

(٣) انظر: "سنن أبي داود" أوّل كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سبّ رسول الله، ر: ٤٣٦٢، ٥/ ٨٥.

یہودی غیر مسلم ہیں، توہینِ رسالت کے جُرم کے باعث تاجدارِ رسالت ﷺ کا یہودی عورت (Jewish Woman) کے خون کو رائیگاں قرار دینا، اس بات پر واضح دلیل ہے کہ گستاخِ رسول بطورِ سزا واجب القتل ہے، چاہے اُس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔

(٦) ابنِ خطل نامی ایک بدبخت گستاخِ رسول تھا، اسے جب بھی موقع ملتا، اپنی دو ٢ لَونڈیوں سمیت خاتم النبیین ﷺ کی شان میں ہرزہ سَرائی کرتا، اور سبّ وشتم (گالی گلوچ) کرکے توہینِ رسالت کیا کرتا، فتحِ مکّہ کے بعد جب سرورِ کونَین ﷺ مکّہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو وہ بدبخت جان بچانے کی غرض سے خانۂ کعبہ میں داخل ہوگیا، ایک شخص نے آکر بارگاہِ رسالت میں عرض کی، کہ ابنِ خطل کعبۃ اللہ شریف کے پَردوں سے لپٹ گیا ہے! حضورِ اکرم ﷺ نے عملی طَور پر گستاخِ رسول کو سزا دیتے ہوئے فرمایا: «اقْتُلْهُ»[1] "اسے قتل کردو!"۔

حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی طرف سے تمام اہلِ مکّہ کو عام مُعافی اور امان دینے کے باوُجود، گستاخِ رسول کے قتل کا خصوصی حکم جاری فرمانا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا بہر صورت قتل ہے۔

واضح رہے کہ حرم شریف میں اگرچہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے، لیکن فتحِ مکّہ کے روز اللہ رب العزّت نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو، کچھ دیر کے لیے قِتال کی اجازت عطا فرمائی، اور ابنِ خطل کا قتل اسی ساعت میں ہوا[2]۔

---

(١) انظر: "صحيح البخاري" كتاب المغازي، ر: ٤٢٨٦، صـ١٠٥٧.

(٢) "عمدة القاري" كتاب المغازي، باب أين رَكَز النبيّ ﷺ الرَّاية يوم الفتح، تحت ر: ٤٢٨٦، ١٢/ ٢٧١.

توہینِ رسالت کا شرعی حکم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ گستاخی و بے ادبی بھی، کفر وارتداد ہے، اس بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے دوسری صدی ہجری کے عظیم مجتہد، اور اسلام کے سب سے پہلے چیف جسٹس، امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "کوئی بھی مسلمان جو نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرے، یا عیب جُوئی کرے، یا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کمی کرے، اس نے کفر (وارتداد) کا اِرتکاب کیا"[1]۔

گستاخِ رسول سے متعلق اِجماعِ اُمّت

نویں صدی ہجری کے عظیم فقیہ علّامہ محمد بن محمد ابنِ بزّاز رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۲۷ھ/ ۱۴۲۴ء) فرماتے ہیں کہ "تمام علمائے اُمّت کا اِجماع واتفاق ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اور کافر بھی ایسا کہ جو اُس کے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے"[2]۔

توہینِ رسالت ایک سنگین جُرم ہے

توہینِ رسالت ایک سنگین جُرم ہے، اور ایسا کرنے والا متعدّد فقہاء و محدثین کے نزدیک واجب القتل ہے[3]، اس سلسلے میں چند اقوال حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) "الخراج" لأبي يوسف، فصل في الحكم في المرتَدّ عن الإسلام، صـ۱۸۲.

(۲) "الفتاوى البزّازية" كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً، الفصل ۲، النوع ۱، ٦/ ۳۲۱، ۳۲۲.

(۳) مگر شرعًا یہ اختیار صرف حکومتِ وقت کا ہے، کسی عام شخص کو اس بات کا اختیار ہرگز نہیں، کہ وہ لوگوں پر حُدود وغیرہ نافذ کرسکے!۔

(۱) تیسری صدی ہجری کے عظیم محدِّث اور تمام حنبلیوں کے امام، حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ (ت ۲۴۱ھ/ ۸۵۵ء) فرماتے ہیں کہ "جو شخص حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے، یا ان کی توہین وتنقیص کرتا ہے، پھر وہ چاہے مسلمان ہو یا کافر، اس کو قتل کرنا واجب ہے"[۱]۔

(۲) چوتھی صدی ہجری کے عظیم محدِّث، امام ابن مُنذر رحمۃ اللہ تعالیٰ (ت ۳۱۹ھ/ ۹۳۰ء) فرماتے ہیں کہ "اکثر اہلِ علم کا گستاخِ رسول کو قتل کرنے پر اتفاق ہے"[۲]۔

(۳) نویں صدی ہجری کے عظیم فقیہ، علّامہ ابنِ بزّاز رحمۃ اللہ تعالیٰ (۸۲۷ھ/ ۱۴۲۴ء) فرماتے ہیں کہ "جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے، (دنیا میں بعدِ تَوبہ بھی اسے سزائے موت دی جائے گی) یہاں تک کہ اگر نشہ کی مدہوشی میں کلمۂ گستاخی بکا، جب بھی مُعافی نہیں ہوگی"[۳]۔

(۴) نویں صدی ہجری کے عظیم فقیہ، امام ابن ہُمام رحمۃ اللہ تعالیٰ (ت ۸۶۱ھ/ ۱۴۵۷ء) فرماتے ہیں کہ "ہر وہ شخص جو دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بُغض رکھے وہ مرتَد ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) سبّ وشتم (گالی گلوچ) کرنے والا تو بدرجہ اَولیٰ مرتَد ہے، اسے قتل کیا جائے گا، بلکہ اگر وہ تَوبہ کرلے تب بھی قتل کی سزا اُس پر باقی رہے گی، یہاں تک کہ اگر اس نے حالتِ نشہ میں گستاخی کا اِرتکاب کیا ہو، تب بھی مُعافی نہیں دی جائے گی"[۴]۔ یعنی اس کی تَوبہ اور معذرت اگر اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو

---

(۱) انظر: "أحكام أهل الملل والردّة من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل" للخلّال، باب فيمن شتم النبيَّ صلى الله تعالى عليه وسلم، ر: ٧٢٤، صـ٢٥٥، ٢٥٦.
(٢) انظر: "تفسير القُرطبي" پ١٠، تفسير سورة التوبة، تحت الآية: ١٢، الجزء ٨، صـ٧٧.
(٣) "الفتاوى البزّازية" كتاب ألفاظ ...إلخ، الفصل ٢، النوع ١، ٦/ ٣٢٢.
(٤) "فتح القدير" كتاب السِير، باب أحكام المرتدين، ٥/ ٣٣٢، ملتقطاً.

وہ اللہ کی مرضی، مگر ہمیں دنیا میں حکم یہ ہے کہ اس کی سزا مُعاف نہ کی جائے!۔

(۵) چودھویں صدی ہجری کے عظیم فقیہ و مجدِّد، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ (ت ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) "شفا شریف"[۱] کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں، کہ "اِجماع واتفاقِ اُمّت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے، اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے، اور اُمّت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے، اور جو اس کے کافر و مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو گیا"[۲]۔

قانونِ توہینِ رسالت سے مسلمانوں کی جذباتی وابستگی ہے

یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ وطنِ عزیز پاکستان میں، توہینِ رسالت پر مبنی واقعات کی روک تھام کے لیے، پاکستان پینل کوڈ (Pakistan Penal Code) کی شِق (۲۹۵ ج) کے تحت باقاعدہ ایک قانون موجود ہے۔ اس قانون سے پاکستانی مسلمانوں کی ایک جذباتی وابستگی ہے؛ کیونکہ مُعاملہ حضور نبیٔ کریم ﷺ کی عزّت وناموس کا ہے، لہٰذا اس قانون میں کسی قسم کی منفی تبدیلی، یا عملی طَور پر اس قانون کو غیر مؤثِر بنانا، گویا پاکستانی مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارنے کے مترادِف ہے۔ مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر، بعض لوگ دانستہ و نادانستہ طَور پر اس قانون کے خاتمے کی بات کرتے ہیں، بلکہ مختلف حیلے بہانوں سے اس قانون کی اصل شکل کو مسخ کرنے کی کوششیں میں لگے رہتے ہیں!۔

قانونِ توہینِ رسالت سے متعلق ناقدین کا مَوقِف

قانونِ توہینِ رسالت کے بعض ناقدین کا مَوقِف یہ ہے کہ "اس کا اِطلاق

---

(۱) "الشفا" القسم ٤ في تصرّف وُجوه ...إلخ، الباب ۱، الجزء ۲، صـ۱۳٤.

(۲) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب السیر، گستاخِ رسول ملعون کافر و مرتَد ہے، ۱۱/۵۵۔

ونفاذ غیر مسلموں پر کرنا درست نہیں؛ کیونکہ یہ ایک اسلامی قانون ہے، اور کسی اسلامی قانون کی پابندی غیر مسلموں پر لازم نہیں، لہذا اسے صرف مسلمانوں تک محدود کیا جائے، اور غیر مسلموں کو اس قانون سے اِستثناء دیا جائے!۔

قانون توہینِ رسالت سے کیا مراد ہے؟

قانون توہینِ رسالت سے مراد تعزیراتِ پاکستان کی شِق **(۲۹۵ ج)** ہے، اس میں واضح طَور پر مذکور ہے کہ "جو کوئی الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں، یا تحریری، یا مَرئی نُقوش کے ذریعے، یا کسی تہمت، کنایہ، یا دَرپردہ تعریض (طعن وطنز) کے ذریعے، بلاواسطہ یا بالواسطہ رسولِ پاک حضرت محمد ﷺ کے پاک نام کی توہین کرے گا، تو اُسے موت کی سزا دی جائے گی، اور وہ جُرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا"[(۱)]۔

قانون توہینِ رسالت کو غیر مؤثر کرنے کے لیے مغربی اَہداف

یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر، بعض پاکستانی حکمران اپنے اپنے دَورِ اِقتدار میں، پاکستان پینل کوڈ (Pakistan Penal Code) کی اس شِق **(۲۹۵ ج)** کو مکمل طَور پر ختم یا غیر مؤثر کرنے کے لیے بارہا کوشش کر چکے ہیں، لیکن پاکستانی مسلمانوں کی حضور نبئ کریم ﷺ سے جذباتی وابستگی، اور عوامی ردِّ عمل کے خوف سے، تاحال وہ اپنے مذموم مقصد کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے!۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں اور اُن کے مغربی آقاؤں نے، اپنے طریقۂ واردات کو کچھ تبدیل کر لیا ہے، اور اب وہ قانون توہینِ رسالت کو یکسر ختم کرنے کے بجائے، رفتہ رفتہ مختلف اَہداف کی صورت میں اسے غیر مؤثر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں!۔

---

(۱) دیکھیے: "مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان" باب ۱۵، مذہب سے متعلق جرائم کے بارے میں، صـ۱۷۲۔

قانون توہینِ رسالت کے مخالفین کا پہلا ہدف

قانون توہینِ رسالت کے مخالفین کا پہلا ہدف یہ ہے، کہ توہینِ رسالت کے مرتکِب غیر مسلم مجرموں پر، اس قانون کے نفاذ کو روکا جائے، اور انہیں استثناء دِلوایا جائے؛ تاکہ وہ "آزادیٔ اظہار" (Freedom of Expression) کے نام پر اسلامی مقدّسات کی جیسے چاہیں توہین کریں، رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں نازیبا کلمات کہیں، اِہانت و تنقیص کریں، اور کوئی اُن سے باز پُرس کرنے والا نہ ہو!۔

قانون توہینِ رسالت کے خلاف جاری پروپیگنڈہ مہم

بعض نام نہاد دانشوَروں، اور تجدُّد پسندوں (Reformists) کا یہ پروپیگنڈہ (Propaganda) کہ "تعزیراتِ پاکستان کی شِق (۲۹۵ ج) میں توہینِ رسالت پر مذکور سزا کا، غیر مسلموں پر نفاذ درست نہیں" یہ بھی اسی سلسلے کی ہی ایک کڑی ہے!۔

جو لوگ یہ بے بنیاد پروپیگنڈہ (Propaganda) کر رہے ہیں، وہ دنیا کے اس عالمگیر اُصول کو کیوں بھول جاتے ہیں، کہ کسی بھی ملک کے آئین و قانون کی پابندی، اور خلاف ورزی کی صورت میں اس پر مقرّر سزا کا نفاذ، بلاامتیازِ مذہب اُس ملک میں مقیم ہر شخص پر لازم ہے! مثال کے طور پر اگر کوئی شخص چوری کرے، تو اسلامی ریاست کے مُلکی قانون کے مطابق چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور اس بات کا قطعی لحاظ نہیں رکھا جائے گا، کہ چوری کرنے والا مسلمان ہے یا کافر، جیسا کہ قاضی ابو الحسن علی بن محمد ماوَردی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "الأحكام السُلطانية" میں فرمایا کہ "چوری کے جُرم پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہر مُجرم کو دی جائے گی، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اور مسلمان ہو یا کافر"[1]۔

---

(۱) "الأحكام السلطانية والولايات الدِينية" للماوردي، الباب ۱۹، الفصل ۲، صـ۳۳۳.

ایسے ہی اگر کسی شخص (چاہے وہ مسلمان ہو یا ذِمّی کافر) نے توہینِ رسالت کا اِرتکاب کرکے، اسلامی ریاست کے آئین و قانون کی خلاف ورزی کی، تو اُسے بلا امتیازِ مذہب، سخت اور عبرتناک سزا دی جائے گی، اور اُس کے ساتھ مذہب کی بنیاد پر کسی قسم کی رعایت نہیں بَرتی جائے گی!۔

قانون توہینِ رسالت کے خاتمے کا مسلسل مطالبہ ...آخر کیوں؟

نیز پاکستان میں جو لوگ غیر مسلموں کو توہینِ رسالت کے قانون (295ج) سے استثناء دِلانے کے خواہاں ہیں، کیا وہ یہی مَوقِف اُن مسلمانوں کے لیے بھی اپنائیں گے، جو دیگر مغربی ملکوں (Western Countries) میں رہائش پذیر ہیں، کیا انہیں بھی مذہب کی بنیاد پر کسی مغربی ملک کے آئین و قانون سے کھلواڑ کی اجازت دی جائے گی؟ یقیناً کوئی بھی مُلک اس چیز کا متحمل نہیں ہو سکتا! تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہر پاکستانی حکومت سے ایسا مطالبہ کیا جاتا ہے؟ یہ بات ہر پاکستانی مسلمان کو خوب سمجھ لینی چاہیے!!

میرے خیال میں اس کی وجہ صاف ظاہر ہے، یہ لوگ غیر مسلموں کو قانون توہینِ رسالت سے اِستثناء دِلا کر، منہ زُور گھوڑے کی مانند بنانا چاہتے ہیں؛ تاکہ یہ بدبخت شعائرِ اسلام، اور بالخصوص حضور نبیٔ کریم ﷺ کی عزّت و ناموس پر جس طرح چاہیں حملے کرتے رہیں، کوئی انہیں روک ٹوک کرنے والا نہ ہو، اور مسلمان بھی اس بات کے اتنے عادی ہو جائیں، کہ توہینِ رسالت پر مبنی واقعات انہیں معمول کا حصہ محسوس ہونے لگیں، ان کے دِلوں سے رحمتِ عالمیان ﷺ کی محبت وعظمت کم ہو جائے، اور عالمِ اسلام ایک بے حس قوم بن کر رہ جائے؛ تاکہ پھر وہ آسانی سے اسلام مخالف سازشوں کو عملی جامہ پہنا سکیں، اور غیرتِ اِیمانی کے نام پر کوئی اُن کے سامنے کھڑا ہونے والا نہ ہو!۔

مذہب کسی بھی فرد کا ذاتی مُعاملہ ہرگز نہیں

توہینِ رسالت سے متعلق قانون (۲۹۵ج) کے خلاف پروپیگنڈہ مہم کے پیچھے، ناقدین کا ایک مقصد، مذہب کو فرد کا ذاتی مُعاملہ قرار دِلوانا، اور اجتماعی زندگی سے مذہب کو بے دخل کروانا ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مذہب کسی بھی فرد کا ذاتی مُعاملہ ہرگز نہیں؛ کیونکہ اسلام میں سیاست کے ساتھ ساتھ اسلامی اَحکام کا نفاذ بھی مسلمان حکمران کی بنیادی ذِمّہ داری ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾[1] "اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں، تو وہ نماز قائم کریں گے، زکاۃ دیں گے، بھلائی کا حکم دیں گے، بُرائی سے منع کریں گے، اور تمام مُعاملات کا انجامِ کار اللہ تعالی کے اختیار میں ہے"۔

اسلام غیر مسلموں پر جبر واِکراہ کا ہرگز قائل نہیں

لیکن یہاں (مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں) غیر مسلموں پر جبر واِکراہ (زور زبردستی) ہرگز مراد نہیں، بلکہ جو لوگ اسلام کے پیَرو کار ہیں، مسلم حکمران انہیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیَرا ہونے کا پابند بنائیں، اور جو لوگ (یعنی غیر مسلم اقلیتیں) کسی اَور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں آئین وقانون کی پابندی اور مُلک سے وفاداری کی شرط پر، جان ومال کا تحفُّظ دیں، اور ان کی مذہبی آزادی کو یقینی بنائیں؛ تاکہ وہ آزادانہ طریقے سے اپنے مذہب پر عمل پیَرا ہو سکیں!۔

---

(۱) پ۱۷، الحجّ: ٤١.

جس ذِمّی کافر نے عقدِ ذِمّہ توڑا، اُس کا اقلیتی اسٹیٹس ختم ہو جائے گا

ہر ذِمّی کافر (غیر مسلم اقلیت) کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے، کہ اسلامی ریاست غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کے تحفُّظ، اور ان کی مذہبی آزادی کو یقینی بنانے کے لیے، صرف اُس وقت پابند تک ہے جب تک وہ اسلامی ریاست کے آئین و قانون کے پابند رہیں، جیسا کہ آئینِ پاکستان (Constitution of Pakistan) میں بھی واضح طَور پر مذکور ہے کہ "اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہے"[(۱)] اور "مملکت سے وفاداری ہر شہری (چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم) کا بنیادی فرض ہے"[(۲)] نیز "دُستور اور قانون کی اِطاعت (بلا امتیازِ مذہب) ہر شہری خواہ وہ کہیں بھی ہو، اور ہر اُس شخص (چاہے وہ مقامی شہری ہو یا غیر ملکی) کی جو فی الوقت پاکستان میں ہو، واجب التعمیل ذِمّہ داری ہے"[(۳)]۔

لہذا اگر کسی ذِمّی کافر (غیر مسلم اقلیت کے کسی فرد) نے اسلامی ریاست سے غدّاری کی، یا اس کے ریاستی آئین (Constitution) کو توڑا، یا کسی اسلامی عقیدہ کو پامال کیا، تو اس کا عقدِ ذِمّہ (Contract Of Protection) ٹوٹ جائے گا، اور اس کی اقلیتی حیثیت (Minority Status) ختم ہو جائے گی، اور اسلامی ریاست پر اُس کے جان و مال کی حفاظت، اور اس کی مذہبی آزادی کی ذِمّہ داری باقی نہیں رہے گی، اور وہ آئین و قانون کے مطابق قرارِ واقعی سزا کا مستحق قرار پائے گا!۔

ساتویں صدی ہجری کے عظیم مفسّرِ قرآن، امام فخر الدین رازی (ت ۶۰۶ھ/

---

(۱) دیکھیے: "اسلامی جُمہوریہ پاکستان کا دُستور" حصّہ اوّل، ابتدائیہ، ص۳۔

(۲) ایضاً، ص۴۔

(۳) ایضاً، ص۴۔

۱۲۱۰ء) اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں شیخ ابو اسحاق زُجاج رحمۃ اللہ علیہما کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اگر ذِمّی (کافر) دِین میں طعن (مثلاً توہینِ رسالت) کرے، تو آیتِ مبارکہ: ﴿وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ﴾[1] اس کے قتل کو واجب کرتی ہے؛ کیونکہ اُس کا عہد مشروط تھا کہ وہ طعن نہیں کرے گا، لہذا جب اُس نے طعن کیا تو اپنے عہد کو ختم کر دیا"[2]۔

چونکہ اس (ذِمّی کافر) کا یہ فعل اسلامی ریاست کے آئین و قانون کے مطابق بھی جُرم ہے، لہذا توہینِ رسالت کے بعد اسے بہر صورت سزا دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر کوئی کافر رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے کے بعد اسلام قبول کرلے، تب بھی لوگوں کو اس فعل سے باز رکھنے کے لیے، اُسے بطورِ تعزیر سزائے موت دینا بالکل درست ہے[3]۔

قانون توہینِ رسالت کا غلط استعمال

قانون توہینِ رسالت کے ناقدین کا ایک اعتراض یہ ہے، کہ اس قانون کا غلط استعمال کیا جاتا ہے، اور ذاتی رنجش وعداوت نکالنے اور بدلہ لینے کے لیے جھوٹی گواہی دے کر، کسی بے گناہ شخص کو پھنسا دیا جاتا ہے، اور اُس پر توہینِ رسالت جیسا سنگین اِلزام عائد کر دیا جاتا ہے، نتیجۃً عام لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں، اور عدالتی پروسیجر(Judicial

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ۱۲.

(۲) "مفاتيح الغيب" للرازي، پ۱۰، سورة التوبة، تحت الآية: ۱۲، ۵/ ۵۳۵.

(۳) انظر: "رد المحتار" كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب يكون التعزير بالقتل، ۱۲/ ۲۱۲، ملخّصاً.

(Procedure شروع ہونے سے پہلے ہی اسے قتل کر دیتے ہیں، لہذا اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے؛ تاکہ بے گناہ لوگ اس قانون کی بھینٹ چڑھنے سے محفوظ رہیں!"۔

اس کا **جواب** یہ ہے کہ شرعی وآئینی اعتبار سے عوام الناس میں سے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں، کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے، اور توہینِ رسالت کے مرتکِب کسی شخص کو قتل کرے؛ کیونکہ اگر گستاخِ رسول کو قتل کرنے کی اجازت عوام الناس کو دے دی جائے، تو معترِض (اعتراض کرنے والے) کے خدشات وتحفظات درست ثابت ہوں گے، اور سب سے بڑی خرابی یہ لازم آئے گی کہ جس کا جب جی چاہے گا، اپنے کسی مخالف یا دشمن پر توہینِ رسالت کی تہمت لگا کر اسے قتل کر ڈالے گا، اس سے مُعاشرے میں بہت بڑا بگاڑ پیدا ہو جائے گا، اور مُعاشرے میں ہر طرف جنگل کا قانون راج کرنے لگے گا، لہذا اس بات کی شرعی وآئینی اعتبار سے نہ تو پہلے کبھی اجازت تھی، اور نہ ہی اب دی جاسکتی ہے!۔

دوسری بات یہ کہ جُرم وسزا سے متعلق کسی بھی قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کا حل، اُس قانون کا خاتمہ ہرگز نہیں؛ کیونکہ اگر ایسا کرنا شروع کر دیا جائے، تو رفتہ رفتہ سب قوانین ختم کرنے پڑیں گے، کہ عموماً کسی نہ کسی قانون کا کبھی نہ کبھی غلط استعمال ضرور ہوتا ہے، لہذا سقُم قانون توہینِ رسالت میں نہیں، بلکہ ریاستی اداروں کی تحقیق وتفتیش میں ہے، اگر ہمارے ادارے اپنا کام بروقت اِیمانداری سے کریں، اور توہینِ رسالت جیسے حسّاس مقدّمات کی غیر جانبدارانہ تحقیق وتفتیش کریں، تو کوئی بھی بے گناہ شخص اس قانون سے متاثِر نہیں ہو گا، اور صرف انہی لوگوں کو سزا ملے گی جنہوں نے جُرم کا اِرتکاب کیا ہو گا!۔

جھوٹی گواہی کی سزا

جہاں تک توہینِ رسالت کے مقدّمات میں جھوٹی گواہی کی بات ہے، تو جھوٹی گواہی دینا گناہِ کبیرہ اور بہت بڑا جُرم ہے، اور حدیثِ پاک میں اسے شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا خُرَیم بن فاتک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین ۳ بار ارشاد فرمایا: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللهِ» "جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کے برابر قرار دی گئی ہے" پھر مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾[1] "تو بتوں کی گندگی سے دُور ہو، اور جھوٹی بات سے بچو، ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ!"[2]۔

صرف یہی نہیں، بلکہ تعزیزاتِ پاکستان کے آرٹیکل (PPC 193) کے تحت بھی، جھوٹی گواہی کی سخت سزا بیان کرتے ہوئے واضح طَور پر مذکور ہے کہ "جو کوئی شخص بالاِرادہ کسی عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر جھوٹی گواہی دے، یا عدالتی کاروائی کے کسی مرحلے پر استعمال کیے جانے کی غرض سے، جھوٹی گواہی کی جَعل سازی کرے، تو اسے ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدّت کے لیے دی جائے گی، جو سات ۷ سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جُرمانے کا بھی مستوجب ہو گا، اور جو کوئی بالاِرادہ کسی دوسری صورت میں جھوٹی گواہی دے، یا جھوٹی گواہی کی جَعل سازی کرے، تو اُسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدّت کے لیے دی جائے گی، جو تین ۳ سال تک ہو سکتی ہے،

---

(١) پ١٧، الحجّ: ٣٠، ٣١.

(٢) انظر: "سنن أبي داود" أوّل كتاب الأقضية، باب في شهادة الزور، ر: ٣٥٩٤، ٤/ ٢٨٧.

اور وہ جُرمانے کا بھی مستوجب ہو گا"[1]۔

توہینِ رسالت کے مُجرِم کو سزا دینا حاکمِ وقت کی ذِمّہ داری ہے

نیز عموماً دیکھا گیا ہے کہ توہینِ رسالت کا دِلخراش واقعہ رُونما ہونے پر، لوگ قانون ہاتھ میں لے لیتے ہیں، اور گستاخِ رسول کو بطور سزا قتل کر دیتے ہیں، جبکہ شرعی نقطۂ نظر سے عوام کو اس بات کا ہرگز اختیار نہیں؛ کیونکہ یہ ذِمّہ داری بنیادی طَور پر حاکمِ وقت کی ہے، کہ ایسے مُجرموں پر حُدود وتعزیر وغیرہ کا نفاذ کرے، لیکن اسے بدقسمتی کہیں یا پھر مغرب نوازی کہ قانون توہینِ رسالت کے تحت پاکستان میں آج تک عملی طَور پر کسی ایک مُجرم کو بھی، سزائے موت نہیں دی جاسکی، یہی وجہ ہے کہ گستاخِ رسول کو سزا دینے کے مُعاملے میں عام مسلمان اپنے حکمرانوں پر اعتماد نہیں کرتے، اور گستاخِ رسول کو اپنے ہاتھوں سے کیفرِ کردار تک پہنچاتے ہیں، اس عوامی ردِّعمل کی کسی طَور پر حَوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی، لیکن اگر منصفانہ طَور پر جائزہ لیا جائے، تو عوام کو اس نہج پر پہنچانے کے اصل ذِمہ دار ہمارے حکمران اور عدالتیں ہیں، اگر ہمارے حکمران، عدالتیں اور قانون نافذ کرنے والے دیگر ادارے، اپنی اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے ادا کریں، تحقیق وتفتیش کے عمل کو تیز کریں، اور فوری انصاف اور شَفافیت کو یقینی بنائیں، تو ایسے واقعات ہرگز رُونما نہ ہوں!۔

علاوہ ازیں قانون ہاتھ میں لینے کے مُعاملے میں دینی مدارس، علمائے کرام اور مذہبی رہنماؤں کو مُوردِ الزام ٹھہرانے، اور انہیں انتہاء پسند قرار دینے کے بجائے، حکومتی ادارے اپنی سُستی اور غفلت پر غور کریں، اپنے فرائض بَروقت اور صحیح طریقے

---

(۱) دیکھیے: "مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان" باب ۱۱، جھوٹی گواہی اور عدلِ عامّہ کے خلاف جرائم کے بارے میں، ص۱۳۱۔

سے ادا کریں، اور قانون توہینِ رسالت پر عملداری کو یقینی بنائیں؛ کیونکہ اس قانون پر عملدرآمد حکومتِ وقت کی ایک اہم ترین ذمّہ داری ہے!!

ہمارے حکمرانوں نے اگر اپنی رَوِش نہ بدلی، مغربی ممالک کے دباؤ پر گستاخانِ رسول کو راتوں رات مُلک سے بھگانے کا سلسلہ ختم نہ کیا، اور قانون توہینِ رسالت پر کماحقّہ عمل نہ کیا، تو توہینِ رسالت کے واقعات میں اِضافہ ہوتا رہے گا، اور ہمارے حکمرانوں کی بے اعتنائی اور حالات وواقعات سے مجبور ہو کر کوئی نہ کوئی جوان، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر، حقیقی گستاخانِ رسول کو واصلِ جہنم کرتا رہے گا، جبکہ یہ چیز ایک پُرامن مُعاشرے، اور اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے مُلک کے حق میں، کسی طَور پر خوش آئند نہیں ہے!!

خلاصۂ کلام

"ظلم وزیادتی، ناانصافی، اِہانتِ مذہب، یا دینی مقدَّسات کی توہین پر کسی بھی نَوعیت کا ردِ عمل، انسانی فطرت کا تقاضا ہے، اور اگر اِہانت کا یہ عمل (معاذ اللہ) نبئ کریم ﷺ کی ذات سے متعلق ہو، تو پھر اس ردِ عمل میں شدّت کا آجانا ایک لازمی اَمر اور تقاضائے اِیمان ہے، جسے قانون کی بندش میں باندھنا تقریبًا ناممکن ہے!۔

لہذا مشرق ومغرب میں بسنے والی تمام اَقوامِ عالم، اگر یہ چاہتیں ہیں کہ دنیا امن وامان اور سُکون کا گہوارہ بنی رہے، مُعاشرتی ہم آہنگی برقرار رہے، اور دنیا کا سُکون غارت وبرباد نہ ہو، تو اس عظیم مقصد کے لیے ہمیں مذہبی رَواداری کو فروغ دینا ہوگا! ایک دوسرے کے مذہبی جذبات اور دینی مقدَّسات کا لحاظ رکھنا ہوگا، رسولِ کریم ﷺ سمیت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی عزّت وناموس کی پاسداری کرنی ہوگی، اور توہینِ رسالت کی سزا پر مبنی قانون (۲۹۵ج) کے مخالف ہر شخص کو یہ بات اچھی

طرح سمجھ لینی ہوگی، کہ مسلمان کے لیے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی ذاتِ اقدس کس قدر اَہمیت کی حامل ہے! ایک مسلمان کٹ مر تو سکتا ہے، لیکن اپنی جان سے پیارے نبی ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی تو بہت دُور کی بات ہے، گستاخی کا ادنیٰ شائبہ تک برداشت نہیں کرسکتا!!"[1]۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اور ہماری آنے والی تمام نسلوں کو، ناموسِ رسالت ﷺ پر پہرہ دینے کی سعادت عطا فرما، توہینِ رسالت کی سزا سے متعلق "تعزیزاتِ پاکستان" کے قانون (۲۹۵ ج) کی حفاظت کی توفیق عطا فرما، آزادئ اظہار رائے کے نام پر ہمارے نبئ کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے بدبختوں کو نیست ونابُود فرما، یہود ونصاریٰ کی طرف سے اسلام مخالف ہر سازش کو ناکام بنا، ہماری صفوں میں اتحاد پیدا فرما، اور ہمیں سچائی کے ساتھ اسلام کی مکمل تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

---

(۱) دیکھیے: "تحسینِ خطابت ۲۰۲۰ء" نومبر، توہینِ رسالت ﷺ اور آزادئ اظہارِ رائے، ۲/۲۸۹۔